باب 9

Chapter 9

قدرِ زائد کی شرح

The Rate of Surplus-value

فصلِ اوّل: قوتِ محن کے استحصال کی سطح

Section 1._ The Degree of Exploitation of labour power

اردو ترجمہ: امتیاز حسین، ابن حسن

Urdu Translation by: Imtiaz Hussain, Ibne Hasan

پیداواری عمل میں جو قدرِ زائد C، یعنی رأس سرمائے نے پیدا کی تھی، یا دوسرے لفظوں میں سرمائے C کی خود میں بڑھی ہوئی قدر، ہمارے اخذ و مطالعے کے لیے اولاً خود کو زائد [قدر] کے بطور بیان کرتی ہے یعنی اُس مقدار کے بطور جس کے ذریعے مصنوعہ کی قدر اپنے اجزائے ترکیبی کی قدر سے تجاوز کر جاتی ہے۔

سرمایہ C دو اجزاء سے مل کر بنا ہے۔ اُن میں سے ایک جز وہ رقم c ہے جو ذرائع پیداوار پر خرچ ہوئی تھی، اور دوسرا جز وہ رقم v جو قوتِ محن پر خرچ ہوئی تھی۔ c [سرمائے کے] اُس حصے کو بیان کرتا ہے جو بقا پذیر سرمایہ بن چکا ہے، اور v اُس حصے کو جو تغیر پذیر سرمایہ بن چکا ہے۔ اس صورت میں اولاً C = c + v۔ مثال کے طور پر اگر رأس سرمایہ 500 پونڈ ہو تو اس کے اجزائے ترکیبی حسبِ ذیل ہوں گے:

£ 500 =£410 const + 90 var

[یعنی 500 رأس سرمایہ = 410 بقا پذیر + 90 تغیر پذیر سرمایہ]۔ جب پیداواری عمل مکمل ہو جاتا ہے تو ہمارے پاس ایک ایسی شے آ جاتی ہے جس کی قدر: (c + v)+ s ہو گی۔ جبکہ s قدرِ زائد کو ظاہر کرتا

ہے۔ یا موخرالذکر اعداد و شمار کی رو سے اس شے کی قدر اس طرح ہوگی:

(£ 410 const + £ 90 var) + 90 surpl [(410 بقاپذیر+ 410 تغیر پذیر)+ 90 زائد] بنیادی سرمایہ C سے اب 'C بن چکا ہے، یعنی 500 پونڈ سے 590 پونڈ۔ اور اس میں s یا 90 پونڈ کی قدرِ زائد کا فرق ہے۔ چونکہ مصنوعہ کے اجزائے ترکیبی کی قدر راُس سرمائے کے برابر ہے، چنانچہ یہ کہنا تکرار کے مترادف ہوگا کہ اپنے اجزائے ترکیبی کی قدر پر مصنوعہ کی قدر کی بڑھت راُس سرمائے کے پھیلاؤ یا حاصل ہونے والی قدرِ زائد کے برابر ہے۔

تاہم اس تکرار پر ہمیں مزید غور کرنا ہے۔ جن دو چیزوں کا موازنہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک تو مصنوعہ کی قدر ہے اور دوسری پیداواری عمل کے دوران اس کے اجزائے ترکیبی کی قدر ہے۔ اب ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ بقاپذیر سرمائے کو جو حصہ آلاتِ محن پر مشتمل تھا مصنوعات میں اپنی قدر کا محض ایک چھوٹا سا جزو ہی منتقل کرتا ہے جبکہ اس قدر کا بقیہ حصہ آلاتِ محن کے اندر ہی موجود رہتا ہے۔ چونکہ یہ بقیہ حصہ قدر کی تشکیل میں کوئی کردار بھی ادا نہیں کرتا اس لئے ہم اس وقت اسے ایک طرف رکھتے ہیں۔ اس کو حساب کتاب میں شامل کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً ہم اپنی پچھلی مثال کی بات کرتے ہیں جس میں C= £ 410 اب فرض کریں کہ اس رقم میں 312 پونڈ قدر کا خام مال اور 44 پونڈ قدر کا معاون مواد شامل ہے اور 54 پونڈ قدر کے مساوی [پیداواری] عمل کے دوران مشینری گھِسی ہے جبکہ اس عمل میں مستعمل مشینری کی مجموعی قدر 1,054 ہے۔ پھر آخرالذکر رقم میں سے 54 پونڈ ہم راُس سرمایہ میں گنتے ہیں جو مصنوعہ کی تیاری میں خرچ ہوئی، یعنی پیداواری عمل کے دوران جتنی قدر کے مساوی مشینری کی ٹوٹ پھوٹ ہوئی کیونکہ یہ مشینری کا وہی حصہ ہے جو اس نے مصنوعہ میں شامل کیا ہے۔ اگر ہم مشینری میں تاحال موجود بقیہ 1,000 پونڈ کو بھی مصنوعہ کی طرف منتقل شمار کریں تو ہمیں اس کو بھی بڑھائی جانے والی قدر کا ایک حصہ گننا ہوگا، چنانچہ اسے مساوات کے دونوں طرف ظاہر کرنا پڑے گا۔ [1] اس صورت میں ہمیں ایک طرف 1,500 پونڈ اور دوسری طرف 1,590 پونڈ حاصل ہوں گے۔ ان دونوں رقموں کا فرق یا پھر قدرِ زائد 90 پونڈ ہی ہے۔ چنانچہ اس سارے حساب کتاب میں قدر کی پیداوار کے بڑھائے گئے بقاپذیر سرمائے سے ہماری مراد ہمیشہ ذرائع پیداوار کی صرف اور صرف وہی قدر ہوگی جو اس عمل میں حقیقتاً خرچ ہوتی ہے، تا آں کہ متن میں اس سے برعکس نہ ہو جائے۔

اسی صورتِ حال کے ساتھ ہم اپنے کُلیے C = c + v کی طرف پلٹتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ یہ کُلیہ C'=(c + v) + s اور C یہاں پر 'C میں بدل جاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بقاپذیر سرمائے کی قدر مصنوعہ میں تبدیل ہوگئی ہے اور اسی میں صرف ظاہر ہوتی ہے۔ اس عمل میں پیدا ہونے والی نئی قدر یعنی بننے والی قدر یا پھر

قدری مصنوعہ، مصنوعہ کی[کُل]قدر کی مانند نہیں ہے؛ یہ ویسی ہرگز نہیں جیسی بادی النظر میں دکھائی دیتی ہے۔
V + s بلکہ یہ £ 410 const. + £ 90 var. + £90 surpl,.یعنی(c + v) + s
ہے یا .£ 90 var. + £90 surpl ہے نہ کہ 90 £ بلکہ 180 £ ہے۔

اگر c = 0 ہوتا یا دوسرے لفظوں میں صنعت کی کوئی ایسی شاخ موجود ہو جس میں سرمایہ دار قوتِ محن اور فطرت کا مہیا کردہ مواد استعمال کرتے ہوئے گذشتہ محن سے تیار شدہ ذرائع پیداوار سے نجات پا سکے خواہ یہ ذرائع خام مال کی شکل میں ہوں یا معاون مواد کی شکل میں یا پھر آلاتِ محن کی شکل میں، تو اس صورت میں کسی قسم کا بقا پذیر سرمایہ مصنوعہ میں منتقل نہیں ہوسکتا۔ مصنوعہ کی قدر کا یہ جزو، یعنی ہماری مثال کی رو سے 410 پونڈ، خارج ہوسکتا ہے مگر 180 پونڈ کی رقم یعنی نئی تخلیق ہونے والی قدر یا پیدا ہونے والی قدر جس میں 90 پونڈ قدرِ زائد کے شامل ہیں، اب بھی اُتنے ہی بڑے ہیں جتنی c کی زیادہ سے زیادہ قدر تصور کی جاسکتی ہے۔ ہمارے پاس یہ مساوات حاصل ہو جائے گی: C = (0+v) = v۔ یا پھر، C' پھیلا ہوا سرمایہ یعنی = v+s۔ اور اسی وجہ سے C'_C=s جیسا کہ یہ اس سے قبل تھا۔ دوسری طرف اگر s=0 ہو، دوسرے لفظوں میں اگر قوتِ محن جس کی قدر تغیر پذیر سرمائے کی شکل میں بڑھائی گئی ہے، اگر اُسے محض اپنا مساوی القدر ہی پیدا کرنا ہوتا، تو ہمارے پاس ذیل کی مساوات ہوتی:

C=c+v یا C'، یعنی مصنوعہ کی قدر = (c+v)+0

یا پھر ذیل کی مساوات: C=C'

اس معاملے میں رأس سرمائے نے اپنی قدر کو پھیلایا نہ ہوتا۔

اب تک جو گفتگو ہوئی ہے اس سے ہمارے علم میں یہ بات آتی ہے کہ قدرِ زائد خالصتاً v کی قدر میں تبدیلی کا نتیجہ ہے یعنی سرمائے کے اس حصے کا جو قوتِ محن میں بدلتا ہے۔ چنانچہ v+s = v+v'؛ یا پھر v میں v کا اضافہ۔ لیکن یہ حقیقت کہ محض v ہی بدلتا ہے اور اس تبدیلی کی شرائط اس صورتِ احوال کی وجہ سے دھندلا جاتی ہے کہ سرمائے کے تغیر پذیر جزو میں اضافے کی وجہ سے رأس سرمائے کی مجموعی مقدار میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر 500 پونڈ تھا اور اب 590 پونڈ ہو چکا ہے۔ چنانچہ ٹھوس نتائج تک رسائی پانے کے لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم مصنوعہ کی قدر کے اس حصے کو علیحدہ کر لیں جس میں محض بقا پذیر سرمایہ ظاہر ہوتا ہے۔ نتیجتاً ہمیں بقا پذیر سرمائے کو صفر کے برابر لانا ہوگا یا c=0 کرنا ہوگا۔ یہ تو محض ریاضی کے ایک کُلیے کا استعمال ہے اور یہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب بھی ہم تغیر پذیر اور بقا پذیر مقداروں کا حساب لگاتے ہیں جب وہ صرف جمع اور تفریق کی علامات سے ہی ایک دوسرے سے مربوط ہوں۔

ایک اور مشکل تغیر پذیر سرمائے کی بنیادی ہنتر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہماری مثال میں:

C' = £ 410 const. + £ 90 var. + £ 90 surpl.۔ لیکن چونکہ 90 پونڈ دی گئی ہے اس لیے مستقل مقدار ہے چنانچہ اس کو تغیر پذیر قرار دینا مضحکہ خیز لگتا ہے۔ لیکن در حقیقت رقم 90 var. پونڈ محض ایک ایسی علامت جو یہاں پر صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ قدر ایک منہج سے گزرتی ہے۔ سرمائے کا وہ حصہ جو قوتِ محن کی خریداری میں خرچ ہوتا ہے مجتمع محن کی ایک خاص مقدار ہے، یعنی خریدی گئی قوتِ محن کی قدر کی طرح مستقل قدر۔ لیکن پیداواری عمل میں 90 پونڈ کی جگہ متحرک قوتِ محن نے حاصل کر لی ہے اور زندہ محن نے مردہ محن کی جگہ لے لی ہے یعنی کسی جامد چیز کی جگہ کوئی متحرک چیز آ گئی ہے، بقا پذیر کی جگہ تغیر پذیر۔ اور اس کا نتیجہ v کی باز پیداوار کے ساتھ v ہی میں اضافے کی صورت ہے۔ چنانچہ اب سرمایہ دارانہ نقطۂ نظر سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارے کا سارا عمل بنیادی بقا پذیر سرمائے کی خود بخود تبدیلی ہے، جسے قوتِ محن میں بدلا جاتا ہے۔ عمل اور اس کا نتیجہ دونوں اس قدر ہی کے مرہونِ منت دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے بیانات جیسے: ''90 پونڈ تغیر پذیر سرمایہ'' یا ''اتنی خود بخود پھیلی ہوئی قدر''، متضاد دکھائی دیتے ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ایسے تضادات سامنے لاتے ہیں جو سرمایہ دارانہ پیداوار میں چھپے ہوتے ہیں۔

پہلی نظر میں بقا پذیر سرمائے کو صفر کے مساوی ٹھہرانا عجیب عمل دکھائی دیتا ہے تاہم یہ کام ہم روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم روئی کی صنعت سے انگلستان کے نفع کا حساب کریں تو سب سے پہلے ہم ان رقوم کی کٹوتی کریں گے جو ریاست ہائے متحدہ، ہندوستان، مصر اور دوسرے ممالک کو روئی کے عوض ادا ہوئیں۔ دوسرے لفظوں میں اُس سرمائے کی قدر _ جو مصنوعہ کی قدر میں دوبارہ نمودار ہوتا ہے _ کو صفر کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

قدرِ زائد کی شرح نہ صرف سرمائے کے اس حصے کے لیے جس سے یہ فوری طور پر ابھرتی ہے، اور جس کی قدری تبدیلی کو یہ بیان کرتی ہے بلکہ رأس سرمائے کی مجموعی مقدار کے لیے بھی معیشت کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ ہم تیسری کتاب میں اس شرح کا مفصل جائزہ لیں گے۔ اس مقصد کے لئے کہ سرمائے کا ایک حصہ قوتِ محن میں بدلے جانے سے اپنی قدر پھیلانے کے قابل ہو جائے، تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا ایک اور حصہ ذرائع پیداوار میں بدل دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کہ متغیر سرمایہ اپنا منصب خوش اسلوبی سے ادا کرے یہ ضروری ہے کہ بقا پذیر سرمائے کو ایک خاص تناسب میں بڑھایا جائے، ایک ایسے تناسب میں جو ہر عملِ محن کی تکنیکی شرائط کا دیا گیا ہو۔ وہ صورتِ احوال جس کے تحت قرع انبیق (ریٹارٹ) اور دوسرے برتن کسی کیمیاوی عمل کے لیے ضروری ہیں کیمیا دان کو اس بات پر مجبور نہیں کرتے کہ وہ اپنے تجزیے کے نتیجے میں ان کا مشاہدہ کرے۔ اگر ہم

کسی بھی اور چیز سے ہٹ کر ذرائع پیداوار کو قدر کی پیداوار کے ساتھ ان کے تعلق کی رو سے اور قدر کی مقدار میں تبدیلی کی رو سے دیکھیں، تو وہ محض ایسے مادے کے بطور ظاہر ہوں گے جس میں قوتِ محن یعنی قدر کا پیدا کنندہ اپنے آپ کو مجتمع کرتا ہے۔ نہ اس مادے کی نوعیت اور نہ قدر کسی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ضروری چیز صرف یہ ہے کہ ایک ایسی معقول رسد میسر ہونی چاہیے جو عملِ محن میں خرچ آنے والے محن کو جذب کر سکے۔ اگر ایک بار یہ رسد میسر آ جائے تو مادہ اپنی قدر میں گھٹ بھی سکتا ہے اور بڑھ بھی، اور زمین اور آسمان کی طرح ہر قسم کی قدر سے عاری بھی ہو سکتا ہے؛ لیکن اس بات کا قدر کی پیداوار پر اور قدر کی مقدار میں تبدیلی پر کوئی اثر ممکن نہیں۔ 2

اس صورت میں سب سے پہلے تو ہم بقا پذیر سرمائے کو صفر کے مساوی ٹھہرائیں گے۔ نتیجتاً بڑھایا جانے والا سرمایہ c+v سے صرف v رہ جائے گا۔ اور مصنوعہ کی قدر s+(c+v) کے بجائے اب ہمارے پاس پیدا ہونے والی قدر (s+v) رہ جائے گی۔ اگر نئی پیدا ہونے والی قدر = 180 پونڈ ہو، جو رقم نتیجتاً تمام عمل کے دوران خرچ ہونے والے محن کو بیان کرتی ہے، پھر اس میں سے تغیر پذیر سرمائے کی قدر کے 90 پونڈ منہا کر دیں ہمارے پاس قدرِ زائد کے 90 پونڈ بچ جائیں گے۔ 90 پونڈ کی یہ رقم یا s پیدا ہونے والی قدرِ زائد کی مطلق مقدار کو بیان کرتی ہے۔ صاف بات ہے کہ پیدا ہونے والی متعلقاتی مقدار یا پھر تغیر پذیر سرمائے کی بڑھی ہوئی فیصد کو قدرِ زائد کی تغیر پذیر سرمائے سے نسبت کی رو سے اخذ ہوگی، یا پھر اس کو s / v سے بیان کیا جائے گا۔ ہماری مثال میں یہ نسبت 90 / 90 ہے جو 100% کا اضافہ دے رہی ہے۔ تغیر پذیر سرمائے کی قدر میں اس متعلقاتی اضافے کو یا قدرِ زائد کے متعلقاتی حجم کو میں ''قدرِ زائد کی شرح'' کہتا ہوں۔ 3

ہم اس بات کا جائزہ لے چکے ہیں کہ مزدور عملِ محن کے ایک حصے کے دوران محض اپنی قوتِ محن کی قدر پیدا کرتا ہے مطلب یہ کہ اپنی اشیائے خورد ونوش کے ذرائع کی قدر۔ اب چونکہ اس کا کام ایک ایسے نظام کا حصہ تشکیل دیتا ہے جس کی بنیاد محن کی سماجی تقسیم پر ہے، اس لیے وہ ان حقیقی ضروریات زندگی کی اشیا کو سیدھے سیدھے پیدا نہیں کرتا جنہیں وہ استعمال میں لاتا ہے، اس کی بجائے وہ ایک خاص شے پیدا کرتا ہے، مثال کے طور پر دھاگا جس کی قدر ان ضروریات یا اس روپے کے برابر ہوتی ہے جس کے ذریعے ان کو خریدا جا سکتا ہے۔ اس کے ایک دن کے محن کا جو حصہ اس مقصد کے لیے مختص ہوتا ہے وہ ان ضروریات کی قدر کی نسبت سے کم بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی جن کی اس کو اوسطاً روزانہ ضرورت ہوتی ہے، یا یوں کہہ لیں کہ عرصۂ محن کی ایسی نسبت میں جو ان ضروریات کو پیدا کرنے کے لیے اوسطاً درکار ہو۔ اگر ان ضروریات کی قدر اوسطاً چھ گھنٹے کے محن کا خرچ بیان کرے تو مزدور کو اُس قدر کو پیدا کرنے کے لیے اوسطاً چھ گھنٹے کے لیے ضرور کام کرنا ہوگا۔ اگر سرمایہ دار کے لیے کام کرنے کے بجائے وہ آزاد رہ کر خود اپنے طور پر ہی کام کرے، اور دوسری چیزیں وہی رہیں تو بھی اس کو اُتنے

گھنٹے ہی کام کرنا ہوگا تا کہ اپنی قوتِ محن کی قدر پیدا کر سکے اور وہ خورد ونوش کے اتنے ذرائع حاصل کر سکے جو اس کی قوت کی بحالی یا تخلیقِ نو کے لیے ضروری ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ایک دن کے کام میں سے اُس حصے کے دوران جس میں وہ اپنی قوتِ محن کی قدر پیدا کرتا ہے، فرض کریں کہ وہ 3 شلنگ ہے، تو درحقیقت وہ محض اس قدر کا مساوی القدر ہی پیدا کرتا ہے جس کو سرمایہ دار[4] نے ماقبل ہی لگایا تھا؛ پیدا ہونے والی نئی قدر محض بڑھائے گئے تغیر پذیر سرمائے کی جگہ ہی حاصل کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ حقیقت ہے کہ 3 شلنگ کی قدر کی نئی پیداوار محض تخلیقِ نو کے ظاہر(semblance) میں آجاتی ہے۔ دہاڑی کے جس حصے کے دوران یہ تخلیقِ نو رونما ہوتی ہے [دہاڑی کے] اس حصے کو میں ''لازمی'' عرصۂ محن قرار دیتا ہوں[5] اور اس عرصے کے دوران استعمال ہونے والے محن کو میں ''لازمی'' محن قرار دیتا ہوں۔ مزدور کے حوالے سے یہ اس لیے لازمی ہے کہ یہ اس کے محن کی مخصوص سماجی بنتر سے آزاد ہے، اور سرمائے اور سرمایہ داروں کی دنیا حوالے سے لازمی اس لیے ہے کہ مزدور کی مسلسل بقا کے ساتھ ان کی بقا بھی وابستہ ہے۔

عملِ محن کے دوسرے دور کے دوران، یعنی اس کا محن جس دوران میں محنِ لازم نہیں، یہ سچ ہے کہ اس دوران مزدور کام کرتا ہے اور قوتِ محن خرچ کرتا ہے لیکن اس کا محن چونکہ محنِ لازم نہیں رہا اس لیے اب وہ اپنے لیے کوئی قدر بھی پیدا نہیں کرتا۔ اب وہ جو قدرِ زائد پیدا کرتا ہے جس کی سرمایہ دار کے لیے ایسے ہی کشش ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں سے تخلیق ہے۔ دہاڑی کے اس حصے کو میں زائد عرصۂ محن کا نام دیتا ہوں اور اس عرصے کے دوران جو محن خرچ ہوتا ہے اس کو میں محنِ زائد کا نام دیتا ہوں۔ قدرِ زائد کی صحیح تفہیم کے لیے یہ جاننا اتنا ہی ضروری ہے کہ یہ زائد عرصہ محن کی مجتمع صورت، محن کی تجسیم شدہ صورت ہے، جتنا قدر کا صحیح مفہوم جاننے کے لئے کہ یہ کچھ گھنٹوں کا مجتمع محن ہے۔ معاشرے کی مختلف معاشی بنتروں میں بنیادی فرق، مثال کے طور پر ایک معاشرہ جس کی بنیاد غلام محن پر ہے اور ایک ایسا معاشرہ جس کی بنیاد دہاڑی دار محن پر ہے، محض اس انداز میں موقوف ہے جس میں یہ محنِ زائد ہر دو معاملات میں پیداکار یعنی مزدور سے حاصل کیا جاتا ہے۔[6]

اب چونکہ ایک طرف تو تغیر پذیر سرمائے اور سرمایہ دار کی خریدی گئی قوتِ محن کی اقدار برابر ہیں؛ اور اس قوتِ محن کی قدر دہاڑی کے لازمی حصے کو متعین کرتی ہے، اور چونکہ دوسری طرف قدرِ زائد دہاڑی کے زائد حصے سے متعین ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قدرِ زائد تغیر پذیر سرمائے سے اسی تناسب میں ہوتی ہے جو تناسب محنِ زائد اور محنِ لازم کا بنتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں $\frac{s}{v}\ \frac{\textbf{surplus labour}}{\textbf{necessary labour}}$ لیکن یہ دونوں نسبتیں یعنی $\frac{s}{v}$ ، اور $\frac{\textbf{surplus labour}}{\textbf{necessary labour}}$ ایک ہی چیز کو دو طریقوں سے بیان کرتی ہیں۔ ایک معاملے میں متجسم اور مجتمع محن کے

حوالے سے اور دوسرے معاملے میں زندہ اور متحرک محن کے حوالے سے۔

قدرِ زائد کی شرح ہی اس بات کی مکمل وضاحت کرتی ہے کہ سرمایہ قوتِ محن کا کس حد تک استحصال کر رہا ہے یا یہ کہ سرمایہ دار مزدور کا کس حد تک استحصال کر رہا ہے۔ 7

ہم نے اپنی مثال میں مصنوعہ کی قدر £ 420 const. + £ 90 var. + £ 90 فرض کی تھی اور یہ کہ بڑھایا گیا سرمایہ 500 پونڈ تھا۔ چونکہ قدرِ زائد 90 پونڈ ہے، بڑھایا گیا سرمایہ 500 پونڈ ہے، اس لیے حساب کتاب کے روایتی انداز میں ہمیں قدرِ زائد کی شرح (جس کو عام طور پر نفع کی شرح سے گڈ مڈ کیا جاتا ہے) 18% حاصل ہوگی؛ اور شرح اتنی کم ہے کہ اس نے مسٹر کیری اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کو بڑی خوشگوار حیرانی میں مبتلا کیا۔ لیکن درحقیقت قدرِ زائد کی شرح $\frac{s}{v}$ یا $\frac{s}{c+v}$ کے برابر نہیں ہوتی۔ پس یہ [قدرِ زائد کی شرح] $\frac{90}{500}$ نہیں ہے بلکہ $\frac{90}{90}$ یا 100% ہے جو استحصال کے ظاہری درجے سے پانچ گنا سے بھی زیادہ ہے۔

اگرچہ فرض کی گئی صورت میں ہم دہاڑی کی اصل طوالت، اور عملِ محن کے دنوں یا مہینوں کی شکل میں دورانیے سے بے خبر ہیں، اور ساتھ ساتھ کام کرنے والے مزدوروں کی کُل تعداد سے بھی، لیکن اس کے باوجود قدرِ زائد کی شرح، $\frac{s}{v}$ اپنی مساوی القوت شکل $\frac{surplus-labour}{necessary\,labour}$، یعنی محنِ زائد تقسیم محنِ لازم، کے ذریعے سے، ہم پر دہاڑی کے دونوں حصوں کے باہمی تعلق کا ٹھیک ٹھیک انکشاف کرتی ہے۔ یہاں پر واحد تعلق صرف برابری کا ہے جس میں شرح 100% رہتی ہے۔ پس یہ بات واضح ہے کہ ہماری مثال کی رو سے مزدور دہاڑی کا آدھا حصہ اپنے لئے کام کرتا ہے اور دوسرا آدھا حصہ سرمایہ دار کے لئے۔

اس لیے قدرِ زائد کی شرح اخذ کرنے کا طریقہ مختصراً ذیل میں درج ہے: ہم مصنوعہ کی مجموعی قدر لیتے ہیں اور اس میں صفر کے برابر مستقل سرمایہ داخل کرتے ہیں جو اس میں محض نئے سرے سے نمودار ہی ہوتا ہے۔ اب یہاں صرف وہی قدر بچ رہتی ہے جو شے کی پیداوار کے دوران حقیقی طور پر تخلیق کی گئی ہے۔ اگر قدرِ زائد کی مقدار دی گئی ہو تو ہمیں اس کو محض اسی بقیہ ہی سے منہا کرنا ہوگا تاکہ تغیر پذیر سرمایہ حاصل ہو سکے۔ اسی طرح اگر آخرالذکر دی گئی ہو اور ہمیں قدرِ زائد مطلوب ہو تو پھر عمل اس سے اُلٹ ہو جائے گا۔ اگر دونوں [مقداریں] دی گئی ہوں تو اس صورت میں ہمیں محض اختتامی عمل ہی دوہرانا ہوگا، مطلب یہ کہ اگر ہمیں $\frac{s}{v}$ یعنی قدرِ زائد کا تغیر پذیر سرمائے سے تناسب حاصل کرنا مقصود ہو۔

اگرچہ یہ طریقہ بہت سادہ ہے اس کے باوجود چند مثالوں کی مدد سے قاری کو اس جدید نظریے کی عملی صورت سے روشناس کرانا غلط نہ ہوگا۔

سب سے پہلے ہم کاتنے والی ایک مِل کو زیرِ بحث لائیں گے۔اس مِل میں سٹیل کے10,000 تکلے لگے ہوئے ہیں اور یہ امریکی روئی سے سوت کی 32 نمبر کتائی کرتی ہے۔اس میں ہر ہفتے ایک تکلا 1 پونڈ سوت کاتتا ہے۔ہم فرض کرتے ہیں کہ اس میں سے 6 فی صد ضائع ہوجاتا ہے۔ان حالات میں ہر ہفتے 10,600 پونڈ روئی خرچ آتی ہے جس میں سے600 پونڈ ضائع ہوجاتی ہے۔اپریل1871 میں روئی کی قیمت $7\frac{3}{4}$ ڈالر فی پونڈ تھی۔ چنانچہ خال مال342 پونڈ کی سیدھی سادی رقم میں پڑتا ہے۔ہم فرض کرتے ہیں کہ10,000 تکلے،مع تیاری کی مشینری اور بجلی وغیرہ 1 پونڈ فی تکلا پڑتے ہیں چنانچہ کُل10,000 پونڈ ہوئے۔اس میں تقریباً10 فی صد مشینری گھس جاتی ہے جو1000 پونڈ سالانہ اور20 پونڈ ماہانہ ہوجاتی ہے۔ہم فرض کرتے ہیں کہ عمارت کا کرایہ300 پونڈ سالانہ ہے جو ایک ہفتے کا6 پونڈ بنتا ہے۔اس عمل میں کوئلہ(100 ہارس پاور،4 پونڈ کوئلے کے فی گھنٹہ،60 گھنٹوں کے لئے،جس میں مل کو گرم رکھنے کا خرچہ بھی شامل ہے۔) ہر ہفتے میں 11 ٹن استعمال ہوتا ہے جو 8 شلنگ اور 6 ڈالر فی ٹن کے حساب سے $4\frac{1}{2}$ پونڈ فی ہفتہ پڑتا ہے۔اسی طرح سے گیس 1 پونڈ فی ہفتہ،اور تیل وغیرہ $4\frac{1}{2}$ پونڈ فی ہفتہ۔درج بالا معاون مواد کی کُل کھپت10 پونڈ فی ہفتہ بنتی ہے۔چنانچہ ایک ہفتے کی مصنوعہ کی قدر کا مستقل حصہ378 پونڈ بن جاتا ہے۔مزدوری کا خرچ52 پونڈ فی ہفتہ ہے۔سوت کی قیمت $12\frac{1}{4}$ ڈالر فی پونڈ بنتی ہے،جو10,000 پونڈ سوت میں510 پونڈ کے برابر قدر دیتی ہے۔چنانچہ اس معاملے میں قدرِ زائد درج ذیل ہے£480 = £ 430 __ £ 510 (80 پونڈ = 430 پونڈ-510 پونڈ)

ہم مصنوعہ کی قدر کا مستقل حصہ صفر کے برابر تصور کرتے ہیں کیونکہ یہ قدر کی پیداوار میں کوئی حصہ نہیں لیتا۔چنانچہ ایک ہفتے کی پیدا کی گئی قدر132 پونڈ ہی رہے گی،جس میں52 پونڈ تغیر پذیر اور80 پونڈ بقا پذیر سرمائے کے شامل ہیں. £ 52 var + £ 80 surpl.۔ قدرِ زائد کی شرح حسبِ ذیل ہے: $\frac{80}{52} = 153\frac{11}{13}\%$

دس گھنٹوں کی دہاڑی میں اوسط محن کے ساتھ نتیجہ یہ ہوگا کہ محنِ لازم $3\frac{31}{33}$ گھنٹے اور محنِ زائد $6\frac{2}{33}$ گھنٹے۔[8]

ایک اور مثال: سال1815 کے لیے جیکب درج ذیل اعداد وشمار رقم کرتا ہے۔اس سے پہلی مثال میں آنے والی بہت ساری چیزوں کی نسبت سے یہ مثال بڑی ناکافی ہے،لیکن ہمارے مقصد کے لیے بڑی معقول ہے۔اس مثال میں وہ گندم کی قیمت 8 شلنگ فی کواٹر فرض کرتا ہے،اور فی ایکڑ کی اوسط مقدار22 بُشل۔

فی ایکڑ پیدا ہونے والی قدریں

بیج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔0 19 پونڈ کھاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔0 210 پونڈ مزدوری۔۔۔۔۔۔۔۔0 310 پونڈ	بے گار، چو ہے،اور لگان۔۔۔۔۔۔۔۔110 پونڈ کسان کا نفع اور سود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔120 پونڈ
کُل۔۔۔۔۔۔۔۔790 پونڈ	کُل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔3110 پونڈ

یہ فرض کرتے ہوئے کہ مصنوعہ کی قیمت اس کی قدر کے مساوی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ قدرِ زائد مختلف اجمال کی صورت میں منقسم ہے جیسے نفع، سود، لگان وغیرہ۔ ہمیں ان کی تفصیلات میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہم صرف ان سب کو جمع کر دیتے ہیں، اور اس کا حاصل 3 پونڈ 11 شلنگ کی قدر زائد بنتی ہے۔ 3 پونڈ 19 شلنگ کی رقم کیونکہ بیج اور کھاد پر خرچ ہوئی ہے جو کہ بقا پذیر سرمایہ ہے، چنانچہ ہم اس کو صفر کے برابر تصور کریں گے۔ اب ہمارے پاس 3 پونڈ 10 شلنگ کی رقم بچ رہتی ہے، اور یہ بڑھایا جانے والا تغیر پذیر سرمایہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی جگہ پر 3 پونڈ 10 شلنگ 0 پری ڈیسیمل + 3 پونڈ 11 شلنگ 0 پری ڈیسیمل کی قدرِ زائد پیدا ہو چکی ہے۔ چنانچہ s/v برابر ہے 3 پونڈ-11 شلنگ-0 ڈالر، تقسیم 3 پونڈ-10 شلنگ-0 ڈالر $\frac{s}{v}=\frac{£3\ 11s\ \ 0d}{£3\ 10s\ 0d}$، اور یہ 100% سے زیادہ قدرِ زائد کی شرح دیتا ہے۔ مزدور اپنی دہاڑی کا آدھے سے زیادہ حصہ قدرِ زائد پیدا کرنے میں استعمال کرتا ہے، اور اس کو مختلف لوگ مختلف بہانوں سے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ 9

فصلِ دوم: مصنوعہ کی قدر کے اجزا کا خود مصنوعہ کے متعلقہ اجزائے ترکیبی کے تناسبی حصوں کے ذریعے بیان

اب ہم ایک بار پھر اسی مثال کی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے اس بات کی وضاحت ہوئی تھی کہ سرمایہ دار روپے کو سرمائے میں کیسے بدلتا ہے۔

12 گھنٹے کی ایک دہاڑی کی پیداوار 20 گرام سوت ہے جس کی قدر 30 شلنگ کے مساوی ہے۔ اس قدر کا کم از کم $\frac{8}{10}$، یا 24 شلنگ ذرائع پیداوار کی قدر کی باز آمدید ہے (یعنی 20 گرام روئی جس کی قدر 20 شلنگ ہے اور 4 شلنگ کے برابر تکلا گھسا ہے) اس لیے یہ بقا پذیر سرمائے کی ذیل میں آئے گا۔ باقی ماندہ $\frac{2}{10}$ حصہ یا 6 شلنگ کتائی کے عمل کے دوران پیدا ہونے والی نئی قدر ہے۔ اس کا آدھا حصہ ایک دن کی قوتِ محن کی جگہ آ جاتا ہے جسے تغیر پذیر سرمایہ کہیں گے۔ باقی ماندہ آدھا حصہ 3 شلنگ کی قدرِ زائد پر مشتمل ہے۔ اس طرح

سے 20 پونڈ سوت کی کُل قدر ذیل میں بنتی ہے:

3surpl. شلنگ 3+var. شلنگ 3+const. شلنگ 24 = سوت کی 30 شلنگ کے مساوی قدر

(30s value of yarn = 24s. cosnt. + 3s Var. + 3s.)surpl

چونکہ یہ ساری کی ساری قدر پیدا ہونے والے 20 پونڈ سوت میں موجود ہے، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس قدر کے مختلف اجزا کو مصنوعہ کے جزوی حصوں کے بطور پیش کیا جا سکتا ہے۔

اگر 30 شلنگ کی قدر 20 پونڈ سوت میں پائی جائے تو پھر اس قدر کا $\frac{8}{10}$ واں، یا پھر 24 شلنگ اس کا بقا پذیر حصہ بناتے ہیں، اور یہ مصنوعہ کا $\frac{8}{10}$ واں ہے یا پھر 16 پونڈ سوت ہے۔ آخرالذکر میں سے $13\frac{1}{3}$ پونڈ خام مال کی قدر بیان کرتے ہیں، 20 شلنگ قدر کے مساوی روئی کاتی گئی، اور $2\frac{2}{3}$ پونڈ 4 شلنگ قدر کے مساوی گھسنے والے تکلے وغیرہ کو بیان کرتی ہے۔

پس 20 پونڈ سوت کاتنے میں استعمال ہونے والی تمام روئی کو $13\frac{1}{3}$ پونڈ سوت سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ سوت کا یہ آخرالذکر وزن روئی کے $13\frac{1}{3}$ پونڈ وزن سے زیادہ بیان نہیں کرتا جس کی قدر $13\frac{1}{3}$ شلنگ کے مساوی ہے۔ لیکن اس میں شامل $6\frac{2}{3}$ شلنگ کی اضافی قدر اُس روئی کی مساوی القدر ہے جو باقی ماندہ $6\frac{2}{3}$ پونڈ وزن کا سوت کاتنے میں صرف ہوئی۔ بات وہی ہے کہ جیسے سوت کے ان $6\frac{2}{3}$ پونڈ میں کوئی روئی شامل نہیں، اور تمام کی تمام 20 پونڈ وزن کی روئی $13\frac{1}{2}$ پونڈ سوت میں سمٹ آئی ہے۔ دوسری طرف آخرالذکر وزن میں معاون مواد، آلات کی قدر کا کوئی جزو شامل ہے اور نہ اس عمل میں پیدا ہونے والی نئی قدر کا کوئی جزو۔

اسی طریقے سے سوت کا $2\frac{2}{3}$ پونڈ وزن، جس میں باقی ماندہ سرمائے کے 4 شلنگ مجسم ہیں، محض 20 پونڈ وزن کے سوت بنانے میں خرچ ہونے والے آلاتِ محن اور معاون مواد کو بیان کرتے ہیں۔

چنانچہ ہم درج ذیل نتیجے پر پہنچ چکے ہیں: اگرچہ مصنوعہ کا $\frac{8}{10}$ واں حصہ یا سوت کے 16 پونڈ کارآمد چیز ہونے کے خاصے سے اتنی ہی کاتنے والے کے محن کی بنی ہوئی ہے جتنا کہ اس مصنوعہ کا باقی ماندہ حصہ بھی؛ تاہم جب اس کو اس نقطۂ نگاہ سے تحت دیکھا جاتا ہے تو اس میں کوئی ایسا محن شامل نہیں نہ ہی اس نے ایسا محن جذب کیا ہے جو کاتنے کے عمل کے دوران خرچ ہوا ہو۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے روئی نے اپنے آپ کو بغیر کسی مدد کے

سوت میں بدل لیا ہو؛ جیسے جو شکل اس نے حاصل کی ہے وہ محض شعبدہ بازی اور دکھاوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے ہی ہمارا سرمایہ دار اسے 24 شلنگ میں فروخت کرتا ہے، اور اس روپے سے وہ [استعمال شدہ] ذرائع پیداوار کی جگہ نئے ذرائع پیداوار لاتا ہے، اُس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ 16 پونڈ وزن کا یہ سوت اِتنی روئی اور تکلے کی گھسائی کے ایک نئے روپ کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

دوسری طرف مصنوعہ کا باقی $\frac{2}{10}$ واں حصہ یا 4 پونڈ وزن کا سوت محض 6 شلنگ کی نئی قدر ہی کو بیان کرتا ہے جو 12 گھنٹے کے کتائی کے عمل میں پیدا ہوئی تھی۔ خام مال اور خرچ شدہ آلاتِ محن سے اس 4 پونڈ وزن میں منتقل ہونے والی ساری کی ساری قدر، یوں کہہ لیں کہ درمیان میں روک لی گئی تھی تا کہ 16 پونڈ [سوت کی] پہلی کتائی میں مجتمع ہو سکے۔ اس معاملے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کاتنے والے نے 4 پونڈ سوت ہوا ہی سے کات ڈالا یا پھر اس نے اس [سوت] کو روئی اور تکلے کی مدد کے ذریعے کاتا، جس نے فطرت کا خودرو تحفہ ہونے کی وجہ سے مصنوعہ میں کوئی قدر منتقل نہیں کی۔

سوت کے یہ 4 پونڈ جن میں نئی پیدا ہونے والی ساری کی ساری قدر اکٹھی ہو چکی ہے، اس کا آدھہ حصہ خرچ ہونے والے محن کی قدر کا مساوی القدر بیان کرتا ہے، یعنی 3 شلنگ کا تغیر پذیر سرمایہ؛ اور دوسرے آدھے حصے کے ذریعے 3 شلنگ کی قدرِ زائد بیان ہوتی ہے۔

چونکہ کاتنے والے کی دہاڑی کے 12 گھنٹے 6 شلنگ میں متجسم ہوئے ہیں، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سوت کی 30 شلنگ کی قدر میں 60 گھنٹے کا کام مجتمع ہونا چاہیے۔ عرصۂ محن کی یہ مقدار درحقیقت 20 پونڈ وزن کے سوت میں موجود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ $\frac{8}{10}$ ویں حصے یا 16 پونڈ میں ذرائع پیداوار پر کتائی کا عمل جاری کرنے سے قبل 48 گھنٹے کا خرچ شدہ محن، یعنی ذرائع پیداوار پر [خرچ شدہ محن مجتمع ہے]۔ اور باقی $\frac{2}{10}$ ویں حصے یا 4 پونڈ میں 12 گھنٹے کا وہ کام شامل ہے جو خود [کتائی کے] عمل کے دوران سرانجام پایا۔

ہم پچھلے صفحوں پر دیکھ چکے ہیں کہ سوت کی قدر اسی سوت کی پیداوار کے دوران نئی تخلیق ہونے والی قدر اور ذرائع پیداوار میں پہلے سے موجود قدر کے حاصلِ جمع کے مساوی ہے۔

اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مصنوعہ کی قدر کے اجزائے ترکیبی، یعنی وہ حصے جو ایک دوسرے سے خواصی طور پر ممیّز ہوتے ہیں، کس طرح سے خود مصنوعہ کے اندر موجود ہم آہنگ تناسبی اجزا کے ذریعے سے بیان ہوتے ہیں۔

اس انداز میں مصنوعہ کو ایسے مختلف حصوں کی صورت میں تقسیم کرنا جن میں سے ایک حصہ اُس محنِ ماضی کو

بیان کرے جو ذرائع پیداوار یعنی بقا پذیر سرمائے پر خرچ ہوا، دوسرا صرف اس محنِ لازم کو بیان کرے جو عملِ محن کے دوران خرچ ہوا، یعنی تغیر پذیر سرمائے کو؛ اور تیسرا اور آخری حصہ اسی عمل کے دوران خرچ ہونے والے محنِ زائد کو بیان کرے یعنی قدرِ زائد کو۔ اس کام کا کرنا جتنا سادہ ہے اُتنا غیر اہم نہیں جیسا کہ یہ اُس وقت نظر آئے گا جب اس کو پیچیدہ اور تا حال غیر حل شدہ مسائل پر لاگو کیا جائے گا۔

زیرِ بحث تحقیق میں ہم نے کُل مصنوعہ کو آخری نتیجے کے طور پر برتا ہے جو 12 دن کی دہاڑی کے بعد استعمال کے لیے تیار ہے۔ ہم اس کُل مصنوعہ کا مطالعہ اس کی پیداوار کے تمام مراحل سے کر سکتے ہیں اور اس طریقے سے بھی ہمیں وہی نتیجہ حاصل ہو گا جو پہلے ہوا ہے یعنی اگر ہم اُن جزوی مصنوعات کو بیان کریں جو [مصنوعہ کی پیداوار کے] مختلف مدارج پر آخری یا کُل مصنوعہ کے خواصی طور پر مختلف اجزا کے بطور حاصل ہوتی ہیں۔

کاتنے والا 12 گھنٹے میں 20 پونڈ سوت تیار کرتا ہے جو 1 گھنٹے میں $1\frac{2}{3}$ پونڈ ہوئی۔ اس طرح سے اُس نے 8 گھنٹے میں $13\frac{2}{3}$ پونڈ تیار کی؛ یا پھر ایک ایسی جزوی مصنوعہ جو پوری دہاڑی میں کاتی جانے والی ساری روئی سے قدر میں مساوی ہے۔ اس انداز میں 1 گھنٹے اور 36 منٹ کے اگلے دورانیے کی جزوی مصنوعہ $2\frac{2}{3}$ پونڈ سوت ہے جو 12 گھنٹے کے دوران میں خرچ ہونے والے آلاتِ محن کی قدر بیان کرتی ہے۔ اس سے اگلے 1 گھنٹے اور 12 منٹ میں کاتنے والا 2 پونڈ وزن کا سوت تیار کرتا ہے جس کی قدر 3 شلنگ کے مساوی ہے، اور یہ قدر اس تمام قدر کے برابر ہے جو وہ 6 گھنٹے کے محنِ لازم میں تیار کرتا ہے۔ اور آخری بات یہ کہ آخری 1 گھنٹے اور 12 منٹ میں وہ مزید 2 پونڈ وزن کا سوت تیار کرتا ہے جس کی قدر قدرِ زائد کے مساوی ہے اور یہ اُس کے محنِ زائد نے بقیہ آدھے دن میں تیار کی ہے۔ حساب کتاب کا یہ طریقہ انگریز کارخانہ دار کے روزانہ کے استعمال میں آتا ہے۔ وہ کہے گا کہ پہلے 8 گھنٹے یا دہاڑی کے $\frac{2}{3}$ حصے میں وہ اپنی روئی کی قدر کو واپس حاصل کرتا ہے اور اسی طرح باقی ماندہ گھنٹوں میں بھی۔ یہ محض اس فرق کے ساتھ مکمل طور پر ٹھیک طریقہ ہو گا اگر اس کو مکاں پر لاگو کرنے کے بجائے (جس میں مکمل شدہ مصنوعہ کے مختلف حصے ساتھ ساتھ رہتے ہیں) زماں کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے (جس میں وہی حصے باری باری تیار کیے جاتے ہیں)۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ لوگوں کے اذہان میں بہت ہی وحشیانہ نظریہ پک سکتا ہے، بالخصوص ان کے ذہنوں میں جو اس مبحث میں عملی طور پر اتنی ہی دلچسپی رکھتے ہیں کہ اس میں قدر سے قدر پیدا ہوتا ہے جتنا کہ وہ نظریاتی طور پر اسے غلط سمجھ پاتے ہیں۔ یہ لوگ یہ سوچ بیٹھتے ہیں کہ، مثال کے طور پر، ہمارا کاتنے والا اپنی دہاڑی کے پہلے 8 گھنٹے میں روئی کی قدر کو پیدا کرتا ہے یا پھر بدلتا ہے۔ اس سے اگلے 1 گھنٹے اور 36 منٹ میں وہ گھسنے والے آلاتِ محن کی قدر پیدا کرتا ہے؛ اور اس سے اگلے 1 گھنٹے اور

12 منٹ میں مزدوری کی قدر پیدا کرتا ہے۔اور یہ کہ وہ کارخانہ دار کے حضور قدرِ صرف کی پیداوار کے لیے صرف وہی مشہورِ زمانہ ''آخری گھنٹہ'' وقف کرتا ہے۔اس طریقے سے بے چارے کاتنے والے کو دوہرا معجزہ دکھانے پر مجبور کیا جاتا ہے یعنی نہ صرف اس کو روئی، تکلا، بھاپ کا انجن، کوئلہ، اور تیل وغیرہ پیدا کرنا اور ساتھ ساتھ ان سے کاتنا بھی ہے، بلکہ ایک دن کو پانچ دنوں میں بھی بدلنا ہے۔کیونکہ زیرِ بحث مثال میں خام مال اور آلاتِ محن کی تیاری پورے 12 گھنٹے کی چار چار دہاڑیاں درکار ہیں اور ان کو کات کر سوت میں بدلنے کے لیے مزید ایک دن چاہیے۔یہ کہ زر کی محبت ایسے معجزات کے لیے آسان بھروسہ پیدا کرتی ہے اور خوشامدیوں کے نظریات کی بھی کوئی کمی نہیں جو انہیں سچا ثابت کرنے کے لئے موجود ہیں، ذیل کے تاریخی واقعے کی عظمت سے عیاں ہے۔

فصلِ سوم: سینئر کا ''آخری گھنٹہ''

یہ سال 1836 کے ایک خوشگوار دن کی بات ہے کہ نساؤ- ڈبلیو- سینئر (Nassau W. Senior) جس کو انگریز معیشت دانوں کا ''مسخرہ'' بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور جو اپنی معاشی ''سائنس'' اور اپنے خوب صورت انداز دونوں کے لیے شہرت رکھتا تھا، اس کو آکسفورڈ سے مانچسٹر میں مدعو کیا گیا تا کہ وہ مانچسٹر میں سیاسی معیشت کا علم حاصل کر سکے جس کی تعلیم وہ آکسفورڈ میں دیتا تھا۔کارخانہ داروں نے اس کو نہ صرف نئے منظور ہونے والے 'فیکٹری ایکٹ' کے خلاف بلکہ اس سے بھی زیادہ پریشان کن 'دس گھنٹے' کی [مزدور] تحریک کے خلاف اپنا چمپیئن (champion) منتخب کر لیا۔کارخانہ دار اپنی روزمرہ کی عملی ہوشیاری سے یہ بات جان گئے کہ فاضل پروفیسر کو ابھی تراش خراش کی ضرورت ہے۔یہ بات جان کر انہوں نے پروفیسر کے لئے لکھا۔ پروفیسر نے اپنے تئیں مانچسٹر کے کارخانہ داروں سے حاصل کردہ لیکچر کو فیکٹری ایکٹ پر خطوط، اس کے کپاس کے کارخانہ داروں پر اثرات کی بابت'' "Letters on the Factory Act, as it affects the Cotton Manufacture." کے عنوان سے ایک جریدے کی شکل دے دی (یہ 1837 کو لندن میں چھپا)۔اس میں اور باتوں کے علاوہ درج ذیل بصیرت افروز پیرا بھی موجود ہے: ''موجودہ قانون کی رو سے ایسی کوئی بھی مل جس میں 18 سال سے کم عمر افراد بھرتی ہیں،...وہاں پر $11\frac{1}{2}$ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں ہو سکتا۔مطلب یہ کہ ہفتے کے باقی پانچ دن میں 12 گھنٹے روزانہ اور ہفتہ کے روز 9 گھنٹے۔''

''اب ذیل کے تجزیے(!) سے پتا چلے گا کہ جو مِل اس قاعدے پر چلے اس میں اصل نفع **آخری گھنٹے** سے حاصل کیا جاتا ہے۔ میں فرض کرتا ہوں کہ ایک کارخانہ دار 100,000 پونڈ کی رقم کی سرمایہ کاری کرتا ہے، جس میں سے 80,000 پونڈ مشینری اور مِل پر خرچ آئے ہیں او 20,000 پونڈ خام مال اور مزدوری پر۔ فرض کریں کہ سرمایہ سال میں ایک بار واپسی آتا ہے اور غیر حتمی نفع 15% رہتا ہے تو اس مِل کی سالانہ آمدن 115,000 پونڈ قدر کی حامل چیزوں کے مساوی ہو گی...۔کام کے ہر تئیس آدھے گھنٹوں میں ہر حصہ ان 115,000 پونڈ میں سے پانچ کا 115واں یا ایک کا تئیسواں پیدا کرتا ہے۔ ان تئیس تئیسووں میں سے بیس، یا یوں کہہ لیں کہ 115,000 پونڈ میں سے 100,000 پونڈ سرمائے کی جگہ پر آ جاتے ہیں۔ ایک سو تئیسواں (یا 115,000 پونڈ میں سے 5,000 پونڈ) مِل اور مشینری کی ٹوٹ پھوٹ کا ازالہ کرتے ہیں۔ باقی ماندہ 2 کا تئیسواں، یعنی ہر دہاڑی کے تئیس میں سے آخری دو آدھے گھنٹے 10% حتمی نفع دیتے ہیں۔ اب اگر (قیمتیں یکساں رہیں) کارخانے کو ساڑھے گیارہ گھنٹے کے بجائے تیرہ گھنٹے چلانا ممکن ہو جائے ، اور ساتھ ساتھ 2,600 پونڈ کے برابر گردشی سرمائے کا بھی اضافہ ہو تو حتمی نفع دگنے سے بھی زیادہ ہو جائے۔ دوسری طرف اگر دہاڑی کے گھنٹوں میں سے ایک کم کر دیا جائے (قیمتیں وہی رہیں) تو حتمی نفع ختم ہو کر رہ جائے گا۔ اور اگر اس میں سے ڈیڑھ گھنٹہ کم کر دیا جائے تو غیر حتمی نفع بھی ختم ہو جائے گا۔'' [10]

اور پروفیسر موصوف اس کو'' تجزیہ!'' کہتا ہے۔ اگر کارخانہ داری کی آہ و بکا پر توجہ دیتے ہوئے وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مزدور دن کا معتد بہ حصہ پیداوار، مطلب یہ کہ عمارتوں، مشینری، روئی، اور کوئلہ کی اقدار کی تخلیقِ نو یا بحالی پر خرچ آتا ہے تو پتا چلے گا کہ اس کا تجزیہ بے کار تھا۔ اس کا جواب تو سیدھا سا ہوتا:_ جناب! اگر آپ اپنی مِلوں میں $11\frac{1}{2}$ گھنٹے کے بجائے 10 گھنٹے کام کرواتے ہیں تو دوسری چیزیں برابر ہونے کے باعث روئی اور مشینری وغیرہ کی روزانہ کی کھپت بھی نسبتاً کم رہے گی۔ آپ جتنا حاصل کر رہے ہیں اُتنا ہی کھو رہے ہیں۔ مستقبل میں آپ کے مزدور آپ کے لگائے گئے سرمائے کی تخلیقِ نو میں یا بحالی میں اب ڈیڑھ گھنٹہ کم استعمال کریں گے۔ اگر دوسری طرف اس نے مزید تحقیق اور اخذ و مطالعے کے بغیر اُن [کارخانے داروں] پر یقین نہ کیا ہوتا بلکہ گھاگھ ماہر کی حیثیت سے ایک ایسے مسئلے کی بابت جو معروضی طور پر حتمی نفع اور دہاڑی کی طوالت کے ساتھ جُڑا ہوا ہے، کارخانہ دار سے کہتا کہ محتاط رہے اور ورکشاپ، مشینری اور خام مال کو محن کے ساتھ گڈمڈ نہ کرے، اور کیا ہی اچھا ہو کہ وہ اعداد و شمار میں ایک جانب عمارت، مشینری اور خام مال پر خرچ ہونے والے بقاپذیر سرمائے کو شمار کرے اور مزدوری کی شکل میں بڑھائے جانے والے سرمائے کو اعداد و شمار کے دوسری جانب شمار کرے۔ تب اگر پروفیسر موصوف کو یہ پتا چلے کہ کارخانہ داروں کے اعداد و شمار کے مطابق مزدور اپنی اجرت کی تخلیقِ نو یا بحالی 2 آدھے

گھنٹوں میں کرتا ہے تو اُس کو چاہیے تھا کہ اپنا تجزیہ ذیل کے انداز میں کرتا:

ہمارے اعداد و شمار کے مطابق مزدور آخری سے پہلے والے گھنٹے میں اپنی اُجرت پیدا کرتا ہے اور آخری گھنٹے میں تمہاری قدرِ زائد یا حتمی نفع۔ اب چونکہ وہ مساوی دورانیوں میں مساوی اقدار ہی پیدا کرتا ہے تو آخری سے پہلے والے گھنٹے کی پیداوار کی قدر اُس قدر سے مساوی ہونی چاہیے جو وہ آخری گھنٹے میں پیدا کرتا ہے۔ مزید یہ کہ وہ کام کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قدر پیدا کر پاتا ہے اور اس کے محن کی مقدار کو اس کے عرصۂ محن سے ماپا جا سکتا ہے۔ اور تمہارے نزدیک یہ $11\frac{1}{2}$ گھنٹے روزانہ ہے۔ وہ [یعنی مزدور] اس $11\frac{1}{2}$ گھنٹے کا ایک حصہ اپنے عوضانے کی تخلیقِ نو یا بحالی میں استعمال کرتا ہے اور دوسرا حصہ تمہارے لیے حتمی نفع پیدا کرنے میں۔ اس سے زیادہ وہ خاک نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ کا مفروضہ یہ ہے کہ اس کا عوضانہ اور اس کی پیدا کردہ قدرِ زائد مساوی قدر کی حامل ہیں تو یہ بات آئینہ ہو جاتی ہے کہ وہ پہلے $5\frac{3}{4}$ گھنٹے میں اپنا عوضانہ پیدا کرتا ہے اور دوسرے $5\frac{3}{4}$ گھنٹے میں آپ کا حتمی نفع۔ اب چونکہ 2 گھنٹے میں پیدا ہونے والی سوت کی قدر اس کی اُجرت اور آپ کے حتمی نفع کی اقدار کے مجموعے کے برابر ہے اس لیے اس سوت کی قدر کا پیمانہ دہاڑی کے $11\frac{1}{2}$ گھنٹے ہونا چاہیے جس میں سے $5\frac{3}{4}$ گھنٹے اس سوت کی قدر کی پیمائش کرتے ہیں جو آخری سے پہلے گھنٹے میں پیدا ہوئی اور $5\frac{3}{4}$ آخری گھنٹے میں پیدا ہونے والی سوت کی قدر۔ اب ہم ایک حساس مقام پر پہنچ چکے ہیں چنانچہ توجہ رہنی چاہیے! دہاڑی کا آخری سے پہلے والا گھنٹہ دہاڑی کے پہلے گھنٹے ہی کی مثل ہے یعنی نہ اس سے کم اور نہ زیادہ۔ پھر کاتنے والا ایک گھنٹے میں اُتنی قدر کیسے پیدا کر سکتا ہے جو $5\frac{3}{4}$ گھنٹے کے محن کے مساوی ہو؟ سچ تو یہ ہے کہ اُس سے کوئی معجزہ سرزد نہیں ہوتا۔ جو قدرِ صرف وہ ایک گھنٹے میں پیدا کرتا ہے درحقیقت سوت کی ایک خاص مقدار ہی ہے۔ اور اس سوت کی قدر دہاڑی کے $5\frac{3}{4}$ گھنٹوں سے ماپی جا سکتی ہے، اس میں سے $4\frac{3}{4}$ [کا محن] اس کی کسی مداخلت کے بغیر ذرائع پیداوار، روئی اور مشینری وغیرہ میں ماقبل ہی متجسم تھا، اس کا اضافہ صرف آخری ایک گھنٹے [کے محن] کا ہے۔ اب چونکہ اس کا عوضانہ $5\frac{3}{4}$ گھنٹے میں پیدا ہوتا ہے اور ایک گھنٹے میں تیار ہونے والی سوت میں بھی $5\frac{3}{4}$ گھنٹے کا محن ہی متجسم ہے چنانچہ نتیجے میں کوئی جادوگری نہیں ہے، یہ کہ اس کی $5\frac{3}{4}$ گھنٹے کی کتائی کی پیدا کی گئی قدر ایک گھنٹے میں کاتی جانے والی کُل سوت کی قدر کے مساوی ہے۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ وہ روئی اور مشینری وغیرہ کی قدر کی تخلیقِ نو یا بحالی میں اپنی دہاڑی کا ایک لمحہ بھی ضائع کرتا ہے تو آپ بالکل غلط انداز میں سوچ رہے ہیں۔ معاملہ اس سے اُلٹ ہے، یہ اس کا محن ہی ہے جو روئی اور تکلوں کو سوت میں بدلتا ہے۔ چونکہ وہ ان کو کاتتا ہے اس لیے روئی اور تکلے کی قدریں

خود بخود سوت میں چلی جاتی ہیں۔ اس نتیجے کا دارومدار اس کے محن کی خصوصی نوعیت پر ہے نہ کہ مقدار پر۔ یہ تو سچ ہے کہ وہ ایک گھنٹے میں کپاس کی صورت میں سوت کے اندر اس سے زیادہ قدر منتقل کرے گا جتنی وہ آدھے گھنٹے میں کر سکتا ہے لیکن اس کی وجہ صرف یہ بنتی ہے کہ ایک گھنٹے میں وہ آدھے گھنٹے سے زیادہ روئی کات سکتا ہے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کا دعویٰ 'مزدور آخری سے پہلے گھنٹے میں اپنی اجرت کی قدر پیدا کرتا ہے اور آخری گھنٹے میں آپ کا حتمی نفع' اس سے زیادہ کچھ مطلب نہیں رکھتا کہ جو سوت اس نے دہاڑی کے دو گھنٹوں میں تیار کی، چاہے یہ دہاڑی کے ابتدائی گھنٹے ہوں یا آخری، اس سوت کی قدر میں دہاڑی کے $11\frac{1}{2}$ گھنٹے مجتمع ہیں یعنی ایک پوری دہاڑی کا محن۔ یعنی 2 گھنٹے اس کے اپنے کام کے اور $9\frac{1}{2}$ دوسرے لوگوں کے کام کے۔ اور میرا نظریہ' کہ ابتدائی $5\frac{3}{4}$ گھنٹے میں وہ اپنی مزدوری پیدا کرتا ہے اور آخری $5\frac{3}{4}$ گھنٹے میں آپ کا حتمی نفع' محض یہ مطلب رکھتا ہے کہ آپ اس کو پہلے [$5\frac{3}{4}$ گھنٹے] کی اجرت تو دیتے ہیں جبکہ آخری کی نہیں دیتے۔ قوتِ محن کی اجرت کے بجائے محن کی اجرت کی بات کرتے ہوئے میں محض آپ کی زبان استعمال کر رہا تھا۔ تو جناب اگر اب آپ جس عرصۂ محن کی اجرت ادا کرتے ہیں اُس کا موازنہ اُس عرصۂ محن سے کریں جس کی اُجرت ادا نہیں کرتے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کا آپس میں وہی تعلق ہے جو آدھے دن کا آدھے دن کے ساتھ ہے۔ اس سے 100% کی شرح حاصل ہوتی ہے اور یہ اوسط تو بڑی شاندار ہے۔ اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر آپ ان مزدوروں سے $11\frac{1}{2}$ گھنٹے کے بجائے 13 گھنٹے کام لیں اور اس اضافی $1\frac{1}{2}$ گھنٹے کے محن کو بھی محنِ زائد کے بطور قبول کریں_ جیسا کہ آپ سے توقع ہے_ اس صورت میں محنِ زائد $5\frac{3}{4}$ گھنٹے سے بڑھ کر $7\frac{1}{4}$ گھنٹے ہو جائے گا اور قدرِ زائد کی شرح 100% سے بڑھ کر $126\frac{2}{3}$% ہو جائے گی۔ اگر آپ یہ توقع رکھیں کہ دہاڑی میں اس طرح کے $1\frac{1}{2}$ گھنٹے کے اضافے سے شرح میں 100% سے لے کر 200% تک کا، یا اس سے بھی زیادہ کا اضافہ ممکن ہے، یعنی یہ دگنا سے بھی زیادہ ہو جائے گا تو آپ کا پُر امید ہونا غیر ضروری سمجھا جائے گا۔ دوسری طرف (انسان کا دل ایک حیران کُن چیز ہے خاص طور پر جب یہ بٹوے میں بند ہو) آپ بہت زیادہ قنوطی نقطۂ نظر اپنائیں گے جب آپ کو ڈر ہو کہ محن کے گھنٹوں میں $11\frac{1}{2}$ سے 10 گھنٹے تک کمی سے آپ کا سارا نفع برباد ہو جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اگر دیگر تمام عوامل یکساں رہیں اور محنِ زائد $5\frac{3}{4}$ گھنٹے سے کم ہو کر $4\frac{3}{4}$ گھنٹے رہ جائے تب بھی اس سے قدرِ زائد کی ایک معقول شرح حاصل ہوتی ہے یعنی $82\frac{14}{23}$%۔ لیکن یہ پریشان کُن ''آخری

گھنٹہ''جس کے بارے میں آپ نے اس سے بھی زیادہ روایات قائم کر رکھیں ہیں جتنی یومِ حساب کے بارے میں آخرت پر یقین رکھنے والے گھڑتے ہیں، سو یہ تمام احمقانہ بات ہی ہے۔اگر یہ [آخری گھنٹہ] رخصت بھی ہو جائے تب بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے والا، نہ آپ کے حتمی نفع کو اور نہ آپ کے پاس کام کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کی ''ذہنی پاکیزگی'' ہی کو کسی قسم کا فرق آئے گا۔11 جب بھی آپ کا یہ آخری گھنٹہ ہنگامی حالات کی صورت میں بج اٹھے تو آکسفورڈ کے پروفیسر کو یاد فرمالیں۔اور اب جنابِ مکرم! ''رب راکھا، ممکن ہے کہ اب ہماری ملاقات آخرت کی بہتر دُنیا میں ہو مگر اس سے قبل نہیں۔''

سینئر نے ''آخری گھنٹے'' کا جنگی نعرہ 1836 میں 12 ایجاد کیا تھا۔15 اپریل 1848 کے اخبار ''لندن اکانومسٹ'' میں یہی نعرہ جیمز ولسن نے بلند کیا تھا جو بڑے اونچے درجے کے معاشی افسرِ اعلیٰ ہیں۔اس بار یہ نعرہ 10 گھنٹے کے بل کے خلاف تھا۔

فصلِ چہارم:۔ پیداوارِ زائد

مصنوعات کا جو حصہ قدرِ زائد کو بیان کرتا ہے (فصلِ دوم میں دی گئی مثال کی رو سے 20 پونڈ وزن کی سوت کا دسواں حصہ یا پھر 2 پونڈ وزن کی سوت) اس کو ہم ''پیداوارِ زائد کا نام دیتے ہیں۔جیسے قدرِ زائد کی شرح کُل سرمایے کی رقم سے نہیں بلکہ اس کے متغیر حصے سے تعلق سے متعین کی جاتی ہے، اسی طرح پیداوارِ زائد کی متعلقاتی مقدار کا تعین اس تناسب سے نہیں ہوتا جو یہ کُل پیداوار کے باقی ماندہ حصے سے رکھتی ہے نہیں بلکہ اُس کے اس حصے سے جس میں محنِ لازم مجتمع ہوا ہے۔ چونکہ قدرِ زائد کی پیداوار ہی سرمایہ دارانہ طریق پیداوار کا منشا و منتہا ہوتا ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک فرد یا ایک قوم کی دولت کی بہتات کو پیداوار کی مطلق مقدار سے نہیں بلکہ پیداوارِ زائد کے متعلقاتی حجم سے متعین کیا جا سکتا ہے۔13

محنِ لازم اور محنِ زائد کا مجموعہ، مطلب یہ کہ وقت کے ان وقفوں کا جن کے دوران وہ اپنی قوتِ محن کی قدر کی بحالی کرتا ہے اور قدرِ زائد پیدا کرتا ہے، یہ مجموعہ اس حقیقی وقت کی تشکیل کرتا ہے جس کے دوران وہ کام کرتا ہے، یعنی دہاڑی۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ ''اگر ہم بڑھائے جانے والے سرمائے کی قدر کو مقررہ سرمائے کا حصہ گنتے ہیں تو ہمیں ایسے سرمائے کی باقی ماندہ قدر کو سال کے اختتام پر سالانہ آمدن کے حصے کے بطور گننا ہوگا۔''

(Malthus, "Princ. of Pol. Econ." 2nd. ed., Lond., 1836, p. 269.)

2۔ لیوکریٹس Lucretius ایک بدیہی بات کرتا ہے کہ "nil posse creari de nihilo" ''عدم سے کسی چیز کا وجود ممکن نہیں''۔ قدر کی پیداوار [دراصل] قوتِ محن کی محن میں تبدیلی ہے۔ اور قوتِ محن بجائے خود ایک ایسی توانائی ہے جو غذا کے توسط سے انسانی جسم کو مہیا کی جاتی ہے۔

3۔ اسی انداز میں انگریز ''نفع کی شرح'' اور ''سود کی شرح'' کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ تیسری کتاب میں ہم دیکھیں گے کہ جونہی ہمیں قدرِ زائد کے قوانین کا پتا چلے گا، ہم دیکھیں گے کہ منافع کی شرح کوئی پراسرار چیز نہیں۔ اگر ہم اس عمل کو پلٹ دیں تو ہمیں نہ ایک کی سمجھ آئے گی اور نہ دوسرے کی۔

4۔ [یہ نوٹ تیسری جرمن اشاعت میں شامل کیا گیا۔ اس مقام پر مصنف اُس معاشی زبان کا حوالہ دے رہا ہے جو فی زمانہ استعمال ہو رہی ہے۔ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ ص182 (پروگریس پبلشرز ماسکو کے ایڈیشن، ص174) پر یہ دکھایا گیا ہے کہ درحقیقت یہ مزدور ہی ہے جو سرمایہ دار کو پیشگی دیتا ہے نہ کہ سرمایہ دار مزدور کو پیشگی مہیا کرتا ہے۔ فریڈرک اینگلز]

5۔ اس کتاب میں ہم نے اب تک ''لازم وقتِ محن'' کی اصطلاح اُس عرصے کی نشان دہی کے لیے استعمال کی ہے جو مخصوص سماجی حالات میں کسی بھی شے کی تیاری کے لیے اوسطاً درکار ہوتا ہے۔ اس کے بعد سے ہم اِس اصطلاح کو اُس مخصوص وقت کی نشاندہی کے لیے بھی استعمال کریں گے اس خاص شے یعنی قوتِ محن کی تیاری کے لیے درکار ہوتا ہے۔ ایک ہی تکنیکی اصطلاح کا مختلف مفاہیم میں استعمال غیر روایتی سی بات ہے؛ لیکن دنیا میں کوئی علم ایسا نہیں جس میں اس کی بالکل بھی نوبت نہ آئے۔ مثال کے لیے علمِ ریاضی کی اعلیٰ و ادنیٰ شاخوں ہی کو دیکھیں۔

6۔ Herr Wilhelm Thucydides صاحب نے ایک اچنبہ کر دکھایا ہے۔ اُس نے انتہائی اہم دریافت کی ہے کہ اگر ایک طرف قدرِ زائد کی تشکیل یا پیداوارِ زائد اور اس کے نتیجے میں ہونے والا سرمائے کا ارتکاز آج کل سرمایہ دار کی کفائت شعاری کی وجہ سے ممکن ہو رہا ہے؛ جبکہ دوسری طرف تہذیب کی پست ترین سطحوں میں طاقت ور ہی کمزور کو کفایت شعاری پر مجبور کرتا ہے (l. c., p. 78) کس چیز کی کفایت پر آمادہ کرتا ہے؟ آیا محن کی کفایت پر؟ یا پھر اُس فالتو دولت کی جس کا وجود بھی کوئی نہیں؟ آخر وہ چیز کیا ہے جو Roscher جیسے لوگوں کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ یہ قدرِ زائد کی تشریحات اس انداز میں کریں کہ وہ سرمایہ دار کے اعتزازات کو نت

نئے انداز میں پیش کریں جو وہ قدرِ زائد کا جواز حاصل کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ اُن کی ذاتی جہالت کے علاوہ اس کی وجہ قدر اور قدرِ زائد کی صحیح معنوں میں تشریح کرنے سے وہ اس لیے ڈرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ طاقت ور طبقوں کے لیے خوش آئند ثابت نہ ہو۔

7۔ اگرچہ قدرِ زائد کی شرح قوتِ محن کے استحصال کی سطح کا ٹھیک ٹھیک اظہار کرتی ہے، تاہم یہ استحصال کی مطلق رقم کی کسی طرح بھی وضاحت نہیں کرتی۔ مثال کے طور پر اگر محنِ لازم اور محنِ زائد پانچ پانچ گھنٹے کا ہو تو استحصال کی شرح 100% بنتی ہے۔ اب یہاں پر استحصال کی مقدار کو 5 گھنٹوں سے ناپا گیا ہے۔ دوسری طرف اگر محنِ لازم اور محنِ زائد چھ چھ گھنٹے تو بھی استحصال کی شرح پہلے کی مانند 100% ہی رہتی ہے، جب کہ استحصال کی اصل مقدار 20% بڑھ چکی ہے یعنی پانچ گھنٹوں سے چھ گھنٹے ہو چکی ہے۔

8۔ مندرجہ بالا قابلِ اعتبار اعداد و شمار مجھے مانچسٹر کے ایک کتائی کرنے والے آدمی سے حاصل ہوئے تھے۔ انگلستان میں ایک انجن کی ہارس پاور روایتی طور پر اس کے سلنڈر سے معلوم کی جاتی تھی اب حقیقی ہارس پاور کا حساب نشان زد سوئی سے لگایا جاتا ہے۔

9۔ متن میں دی جانے والے اعداد و شمار محض توضیحی ہیں۔ درحقیقت ہم نے قیمتوں کو اقدار کے مساوی فرض کیا ہے۔ تاہم اب ہم تیسری کتاب میں دیکھیں گے کہ اوسط قیمتوں کے معاملے میں بھی ایسے سادہ انداز میں مفروضات نہیں قائم کئے جا سکتے۔

10۔ Senior, l. c., pp. 12, 13۔ ہم ایسے غیر معمولی اشارات کو اس وجہ سے نظر انداز کر جائیں گے کہ یہ ہمارے نقطۂ نظر سے قطعی غیر اہم ہیں، مثال کے طور پر یہ مفروضہ کہ کارخانہ دار مشینری کی مرمت کے لیے، یعنی سرمائے کے ایک حصے کی بحالی کے لئے درکار رقم کو اپنے حتمی یا غیر حتمی نفع کا حصہ خیال کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم اُس کے اعداد و شمار کی صحت کے بارے میں بھی کسی بحث میں نہیں الجھیں گے۔ "A Letter to Mr. Senior," مطبوعہ لندن 1837 میں لیونارڈ ہارنر صاحب نے واضح طور پر کہا ہے کہ اِن کو تو صرف نام نہاد ''تجزیات'' کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیونارڈ ہارنر صاحب 1833 کے فیکٹری انکوائری کمشنز میں سے ایک تھے اور جو بعد ازاں 1859 تک فیکٹریوں کے انسپکٹر بلکہ سینسر رہے۔ انہوں نے انگلستانی مزدور طبقے کے لئے یاد گار خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے نہ صرف بگڑے ہوئے کارخانہ داروں کے خلاف تاحیات جدوجہد کی بلکہ کابینہ کے اُن اہل کاروں کے خلاف بھی طویل جنگ لڑی جن کے خیال میں کارخانہ داروں کے ایوان زیریں میں ڈالے جانے ووٹوں کی اہمیت اُن گھنٹوں سے کہیں زیادہ تھی جن کے دوران مزدور ملوں میں محن کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔

سینئر کی اصولی غلطیوں سے قطع نظر اُس کے اعداد و شمار ہی الجھے ہوئے ہیں۔ اصل میں وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ:
''کارخانہ دار مزدور کو $11\frac{1}{2}$ گھنٹوں یا 23 آدھے گھنٹے روزانہ کام پر رکھتا ہے۔ ہر دیہاڑی کی طرح، کام کے سال کی ہر ایک دہاڑی $11\frac{1}{2}$ گھنٹوں یا 23 آدھے گھنٹوں پر مشتمل ہو گی لیکن انہیں سال کے کل کام کے دنوں سے ضرب دینا ہو گی۔ اس مفروضے کے مطابق 23 آدھے گھنٹوں سے سالانہ 115000 £ کی مصنوعات حاصل ہوتی ہیں؛ $\frac{1}{23}\times$£11500؛ 20 آدھے گھنٹوں کی پیداوار = £100000 = 20/23×£115000 مطلب یہ کہ ان گھنٹوں نے رأس سرمائے کی بحالی کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ 3 آدھے گھنٹے بچ رہتے ہیں جن میں سے ایک آدھا گھنٹہ £15000 = £115, 000$\times\frac{3}{23}$ پیدا کرتا ہے، مطلب یہ کہ مشینری کی ٹوٹ پھوٹ کا مداوا کرتا ہے؛ اور باقی کے دو گھنٹے، یعنی آخری گھنٹہ £15000 = £115, 000$\times\frac{2}{23}$ یا پھر حتمی نفع پیدا کرتا ہے۔
متن میں سینئر مصنوعات کے آخری $\frac{2}{23}$ حصے کو خود دہاڑی کے حصوں میں بدل دیتا ہے۔

11۔ اگر ایک طرف سینئر یہ ثابت کرتا ہے کہ کارخانہ دار کا حتمی نفع، اور انگلستان کی روئی کی صنعت کا وجود، اور انگلستان کا عالمی منڈی پر غلبہ ''کام کے آخری گھنٹے پر منحصر ہے تو دوسری طرف Dr. Andrew Ure یہ بتاتا ہے کہ اگر 18 سال سے کم عمر کے بچوں اور جوانوں کو فیکٹری کے گرما گرم اور خالصتاً اخلاقی ماحول میں رہنے کے بجائے باہر کے ٹھنڈے اور اخلاق سے خالی ماحول میں ایک گھنٹہ قبل نکال دیے جائیں تو وہ کاہلی اور برائی میں پڑنے کی وجہ سے اپنی روحانی تطہیر کے تمام مواقع کھو بیٹھیں گے۔ 1848 کے بعد سے فیکٹری انسپکٹروں نے اس ''جان لیوا آخری'' گھنٹے کا ذکر کر کے مالکان کی سرزنش کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ اپنی 21 مئی 1855 کی رپورٹ میں Mr. Hovell لکھتا ہے: ''اگر درج ذیل پر مغز اعداد و شمار ٹھیک ہوتے (وہ سینئر کے اقتباسات رقم کرتا ہے) تو انگلستان کی ہر فیکٹری 1850 سے خسارے میں چل رہی ہوتی۔''
(Reports of the Insp. of Fact. for the half-year, ending 30th April, 1855, pp. 19, 20.)
سال 1848 میں دس گھنٹے کی بابت بل کی منظوری کے بعد ملک بھر کے طول و عرض Dosert اور Somerset کے سرحدی شہروں میں کہیں کہیں موجود سن کاتنے والے کارخانوں کے مالکان نے اپنے کارندوں کو استعمال کرتے ہوئے اِس بل کے خلاف ایک پٹیشن دائر کیا۔ ان پٹیشنوں میں سے ایک اقتباس حسبِ ذیل ہے: ''آپ کے حضور پٹیشن دائر کرنے والے ماں باپ کی حیثیت سے یقین رکھتے ہیں کہ فراغت کا ایک اور

اضافی گھنٹہ کام کرنے والے بچوں کے لیے اخلاقی فائدے کے بجائے نقصان کا باعث بنے گا اس لیے کہ آوارہ گردی ہی برائی کو جنم دیتی ہے۔'' اس اقتباس کی بابت 31 اکتوبر 1848 کی فیکٹری رپورٹ میں کہا گیا: سن کاتنے والی مِل کا ماحول جس میں اِن نیک وکار اور نرم خو والدین کے بچے کام کرتے ہیں، گرد وغبار اور خام مال کے اجزاء کی وجہ سے اس قدر اَٹا ہوا ہے کہ کاتنے والے کمروں میں تو 10 منٹ بھی کھڑے ہونا محال ہے۔ وہ اس لئے کہ آپ کی آنکھیں، کان، نتھنے، اور مُنہ سن سے اٹھے گرد کے بادل سے بہت جلدی بھر جاتے ہیں اور اس سے بچا بھی نہیں جاسکتا، کیونکہ ان کی نکاسی کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔ مشینری کی بے تکی تیزی کی وجہ سے اس پر جاری رہنے والا محن کے لئے بھی لامتناہی تیزی اور مہارت درکار رہے جو ایک انتھک نگرانی کے زیرِ سایہ جاری رہتی ہے۔ چنانچہ والدین کے لیے مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے ''آوارہ خرامی'' کا لفظ استعمال کریں جو کھانے کے قلیل سے توقف کے بعد دس گھنٹے تک اس کام میں بندھے رہتے ہیں۔..... یہ بچے قریب وجوار کے دیہات میں کام کرنے والے مزدوروں سے زیادہ محنت کرتے ہیں.....۔ ''برائی اور آوارہ خرامی'' کے بارے میں ایسی ظالمانہ قسم کی گفتگو کو بکواس محض قرار دینا چاہیے..... بارہ سال قبل تک، عوام کے جس حصہ کو اعلیٰ ذمہ داری سے اس بات کی یقین دہانی کرائی جاتی تھی کہ کارخانہ دار کا سارے کا سارا نفع آخری گھنٹے کے محن سے حاصل ہوتا ہے، اور اگر دہاڑی میں یہی ایک گھنٹہ کم کر دیا جائے تو کارخانہ دار کا یہ حتمی نفع تباہ ہو کر رہ جائے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عوام کا وہی حصہ بمشکل ہی اپنی آنکھوں پر یقین کرے گا جب یہ دیکھے گا کہ اس ''آخری گھنٹے'' کی جو خوبیاں گنوائی جاتی تھیں اور اب ان میں اِتنا اضافہ ہو گیا ہے کہ نفع کے ساتھ ساتھ اخلاقیات بھی اِن کا جزو بن کر رہ گئیں ہیں۔ چنانچہ اگر بچوں کے محن کی مُدت کو صرف دس گھنٹے کر دیا جائے تو مالکان کے نفع کے ساتھ ساتھ اُن بچوں کا اخلاق بھی رُخصت ہو جاتا ہے؛ کیونکہ ان دونوں کا تعلق اس آخری جان لیوا آخری گھنٹے پر ہی ہے۔ (See Repts. of Fact., for 31st Oct., 1848, p. 101.) پھر اسی رپورٹ میں اِن ہی نیک اور پرہیز گار کارخانہ داروں کی اخلاقیات اور نیک نامیوں کی مثالیں بھی رقم ہیں، اُن کی شعبدہ بازیوں، چالبازیوں، خوشامدوں، دھمکیوں اور فریب کاریوں کی چند مثالیں بھی ہیں، وہ جن کا سہارا لے کر چند بے سہارہ مزدوروں کو مجبور کر کے ایسی پٹیشنوں پر دستخط کراتے ہیں تاکہ اِن کو پارلیمنٹ میں اس انداز میں پیش کیا جائے کہ یہ ایک پوری صنعت یا پورے ملک کی جانب سے پیش ہونے والی پٹیشن ہے۔ آج کی نام نہاد معاشی سائنس کی یہ بہت بڑی صفت ہے کہ خود سینئر نے کچھ عرصے کے بعد، اور یہ اُس کے لیے ''بڑے اعزاز کی بات تھی، کارخانہ کے قانون کی پُرزور حمایت کی، بلکہ اُس کے مخالفین کو بھی یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس تازہ نظریے کے غلط نتائج کا پول کھولتے۔ تاہم وہ اس ''اصلی تباہی'' کی غلط توضیحات کرنے میں بھی ناکام رہے۔ وہ حقیقی تجربات کو ثبوت کے طور پیش کرتے ہیں، لیکن کیوں اور کیسے

ان کے لئے پراسرار باتیں ہی رہتی ہیں۔

12۔ تاہم فاضل پروفیسر کو اپنے مانچسٹر کے سفر سے کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور پہنچا ہوگا۔ "The Letters on The Factory Acts" میں وہ تمام کے تمام محصولات کو جن میں ''نفع''، ''سود''، بلکہ ''اس سے بھی کچھ زیادہ'' شامل ہیں صرف ایک ہی چیز پر منحصر قرار دیتا ہے، یعنی مزدور کے صرف ایک گھنٹے کا محن جس کا اسے معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ اس سے ایک سال قبل اپنی تصنیف "Outlines of Political Economy" میں جو اُس نے آکسفورڈ کے طلبہ، اور پڑھے لکھے بیوقوفوں کے لئے لکھی تھی، اُس نے ریکارڈو کے محن کی قدر پیدا کرنے کی اہلیت کے پہلو کی مخالفت کرتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ نفع سرمایہ دار کے محن سے حاصل ہوتا ہے، اور سود اُس کی انسانیت سے، مطلب یہ کہ اُس کی پرہیزگاری سے۔'' 'dodge' ایک قدیم لفظ ہے جبکہ "abstinence" نیا لفظ ہے۔ Herr Roscher نے اس کا ترجمہ "Enthaltung" بالکل ٹھیک کیا ہے۔ اُس کے کچھ ہم وطن براؤن، جانز، اور رابنسن، جو جرمنی نژاد ہیں وہ سب کے سب لاطینی میں اتنے مشاق نہیں ہیں جتنا کہ وہ؛ اور انہوں نے اس لفظ کو پادریوں کی طرح "Entsagung" کا لفظ دیا ہے یعنی (renunciation)

13۔ ''اگر ایک فرد کا سرمایہ 20,000 پونڈ ہو اور اس پر 2,000 پونڈ سالانہ کا نفع ہو تو اس معاملہ سے کچھ فرق نہ پڑے گا آیا کہ اس کے سرمائے میں 100 ملازمین کام کر رہے ہوں یا 1,000 ملازمین؛ پیدا ہونے والی شے 1,000 پونڈ یا 2,000 پونڈ میں فروخت کی گئی، بشرطیکہ ان تمام معاملات میں اس کا نفع 2,000 پونڈ سے کم نہیں ہوا۔ تو کیا قوم کا حقیقی مفاد ایک سا نہ ہوگا؟ اگر اس کی حتمی حقیقی آمدن یعنی اس کے محصولات اور نفع یکساں ہوں تو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ یہ قوم ایک کروڑ ہے یا ایک کروڑ بیس لاکھ ہے۔'' (Ric. l.c., p. 416) ریکارڈو سے طویل عرصہ قبل آرتھر ینگ جو پیداوار زائد کا مجنونانہ حامی تھا، اور علاوہ ازایں ایک بے تکا اور غیر منطقی لکھاری تھا، اور جس کی شہرت اس کی صلاحیت اور اہلیت سے متضاد طور پر تھی؛ کہتا ہے: ''ایک جدید ریاست میں وہ صوبہ کس کام کا ہوگا جو [قدیم رومی انداز کے چھوٹے چھوٹے آزاد کسانوں کی شکل میں] تقسیم کر دیا جائے؛ خواہ اس میں کتنے اچھے طریقے سے کھیتی باڑی کی جاتی ہو نسل انسانی کو بڑھانے کے علاوہ ان کا کیا فائدہ ہے، جو علیحدہ سے کتنا بے فائدہ مقصد ہے؟''

(Arthur Young: "Political Arithmetic, &c.," London, 1774, p. 47.)

زیادہ حیران کن وہ رجحان ہے..... جس کی رو سے ''خالص دولت کو مزدور طبقے کی فلاح قرار دیا جاتا ہے..... حالانکہ یہ واضح طور پر اس کے خالص ہونے کی بنا پر نہیں۔''

(The Hopkins, "On Rent of Land, & c." London, 1828, p. 126.)

اس کتاب کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو marxists.org کے لیے ابن حسن نے ترتیب دیا۔
کمپوزنگ: **امتیاز حسین**، ابن حسن
اپنی رائے اور تجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔
hasan@marxists.org